بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبلیغی سلسلہ نمبر ۱۰

رمضان المبارک

کے

فضائل و مسائل

مرتبہ

حضرت مولانا مختار احمد صاحب ندوی، خطیب جامع اہلحدیث

مومن پورہ، بمبئی نمبر ۱۱

از سکریٹری تبلیغی کمیٹی، بھائیکلہ اہلحدیث جماعت مومن پورہ بمبئی

مفت برائے تبلیغ

رحیمی پریس، بمبئی نمبر ۸

نقشہ سحر و افطار برائے ممبئی و مضافات

(مستند اوقات)

ایام	رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ	جنوری ۱۹۶۵ء	انتہائے سحری		وقت افطار	
			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
جمعہ	۱	۱۷	۵	۵۵	۶	۲۶
سنیچر	۲	۱۸	۵	۵۵	۶	۲۷
اتوار	۳	۱۹	۵	۵۵	۶	۲۷
پیر	۴	۲۰	۵	۵۵	۶	۲۸
منگل	۵	۲۱	۵	۵۵	۶	۲۸
بدھ	۶	۲۲	۵	۵۵	۶	۲۹
جمعرات	۷	۲۳	۵	۵۵	۶	۲۹
جمعہ	۸	۲۴	۵	۵۵	۶	۳۰
سنیچر	۹	۲۵	۵	۵۵	۶	۳۰
اتوار	۱۰	۲۶	۵	۵۴	۶	۳۱
پیر	۱۱	۲۷	۵	۵۴	۶	۳۲
منگل	۱۲	۲۸	۵	۵۴	۶	۳۲
بدھ	۱۳	۲۹	۵	۵۴	۶	۳۳
جمعرات	۱۴	۳۰	۵	۵۳	۶	۳۴
جمعہ	۱۵	۳۱	۵	۵۳	۶	۳۴
سنیچر	۱۶	۱ فروری	۵	۵۳	۶	۳۵
اتوار	۱۷	۲	۵	۵۳	۶	۳۵
پیر	۱۸	۳	۵	۵۲	۶	۳۶
منگل	۱۹	۴	۵	۵۲	۶	۳۶
بدھ	۲۰	۵	۵	۵۱	۶	۳۷
جمعرات	۲۱	۶	۵	۵۱	۶	۳۷
جمعہ	۲۲	۷	۵	۵۱	۶	۳۸
سنیچر	۲۳	۸	۵	۵۱	۶	۳۸
اتوار	۲۴	۹	۵	۵۰	۶	۳۹
پیر	۲۵	۱۰	۵	۵۰	۶	۴۰
منگل	۲۶	۱۱	۵	۵۰	۶	۴۱
بدھ	۲۷	۱۲	۵	۴۹	۶	۴۲
جمعرات	۲۸	۱۳	۵	۴۹	۶	۴۲
جمعہ	۲۹	۱۴	۵	۴۸	۶	۴۲
سنیچر	۳۰	۱۵	۵	۴۸	۶	۴۲

شائع کردہ: تبلیغی کمیٹی بھائیکلہ اہلحدیث جماعت مومن پورہ ممبئی نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزہ

فرضیت :- رمضان المبارک کا روزہ اسلام کا ایک رکن ہے، اس کی فرضیت پر نہ صرف تمام مسلمان متفق ہیں، بلکہ جملہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی روزہ ہمیشہ فرض رہا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ مسلمانو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا، جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، واللہ لقد کتب الصیام علی کل امۃ کما کتبہ علینا شھرًا کاملا، (تفسیر ابن کثیر) یعنی اللہ نے روزہ تمام پچھلی امتوں پر فرض کیا تھا جس طرح ہم پر رمضان کے پورے ایک مہینہ کا روزہ فرض کیا ہے۔

آج کل بعض اسلامی ممالک میں کچھ سر پھرے لوگ روزے کی فرضیت کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں، اور اس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ ایک صحت مند اور مقیم آدمی بھی روزہ رکھنے کے بجائے روزے کا فدیہ ادا کر کے روزہ سے سبکدوش ہو سکتا ہے، یہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے، روزہ رکھنے کی بابت قرآن کا واضح حکم ہے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ، یعنی جو شخص رمضان کا مہینہ پائے اسے روزہ رکھنا ضروری ہے، جو شخص روزے کی فرضیت اور اس کے مشروع آداب کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :- اسلام پانچ فرائض کا مجموعہ ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار اور کسی دوسرے تمام ارکان کو باطل کر دیتی ہے، پہلے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی جملہ کتابوں، اس کے رسولوں، جنت و دوزخ، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لانا، یہ پہلا رکن ہوا، (دوم) پنجگانہ نماز اسلام کا ستون ہے، اللہ تعالیٰ دین کے پہلے رکن یعنی ایمان کو نماز کے بغیر قبول نہیں فرماتا، تیسرا رکن زکوٰۃ ہے، جو گناہوں سے پاک ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز کو زکوٰۃ کے بغیر قبول نہیں فرماتا، جو ان تینوں ارکان کو بجا لایا، پھر رمضان آیا، اور اس نے قصداً روزہ چھوڑ دیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان، نماز، زکوٰۃ تینوں کو قبول نہیں فرمائے گا، اور جس نے ان چاروں ارکان کو ادا کیا، پھر خدا نے اس کو حج کے لائق بنایا، لیکن اس نے حج نہ کیا، نہ حج کی فرضیت کا اقرار کیا، نہ اس کے اقربا نے اس کی طرف سے حج ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان، نماز، زکوٰۃ، اور روزہ کسی بھی رکن کو قبول نہیں فرمائے گا، (ترجمان السنہ جلد دوم بروایت عبداللہ بن عمرؓ بحوالہ الرحمۃ المہداۃ علی من یرید زیادۃ العلم علی احادیث المشکوٰۃ م)

روزے کی فرضیت کے بارے میں حضرت عمر بن خطابؓ کی یہ مشہور حدیث کافی ہے، فاروق اعظم رضہ فرماتے ہیں، ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک اجنبی شخص آیا جس کے کپڑے بالکل سفید اور بال بالکل سیاہ تھے، نو وارد کے اوپر سفر کی کوئی علامت، (کپڑے کا میلا ہونا یا بالوں کی پراگندگی) نہ تھی، ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا بھی نہ تھا، وہ سیدھا حضورؐ کے پاس آیا، اور آپ کے گھٹنوں سے اپنا گھٹنہ ملا کر، اور ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر آپؐ سے پوچھا،

بتائیے اسلام کی بابت بتائیے، آپ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دو، نماز ادا کرو، زکواۃ دو، رمضان المبارک کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو، (بخاری و مسلم)

فضیلت:- روزے کا ثواب انسانی اندازے اور حساب سے متجاوز ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ دیگر عبادات کی طرح ظاہری نہیں، روزہ دار سخت گرمی اور تپش کے موسم میں بھی طاقت و قدرت کے باوجود محض رضائے الٰہی کی خاطر بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتا ہے، جس کا علم روزہ دار اور خدا کے سوا کسی کو نہیں،

رمضان اور اس کے روزے کے مسائل و فضائل کے بارے میں سب سے جامع روایت حضرت سلمان فارسی رض کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہمارے سامنے ایک جامع خطبہ دیا آپ نے فرمایا لوگو! تم پر ایک عظیم الشان بابرکت مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مہینے میں ایک رات (شب قدر) ایسی ہے جو اجر و ثواب میں ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے، اس مہینے کا روزہ اللہ نے فرض قرار دیا ہے، اور اس کی رات میں قیام یعنی تہجد و تراویح کو نفل۔ جس نے اس مہینے میں کوئی بھی نفلی عبادت کی تو اس کا اجر دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہوگا، اور جس نے اس مہینے میں کوئی فرض ادا کیا تو اس کا اجر دوسرے مہینوں کے ستر فرض کے برابر ہوگا، وہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا ثواب جنت ہے، اور وہ غم خواری کا مہینہ ہے، اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس مہینے میں جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کا یہ عمل اس کی گناہوں کی مغفرت، اور جہنم سے نجات کا سبب ہوگا، اور افطار کرنے والے کے اجر میں کمی کے بغیر افطار کرانے والے کو بھی الگ سے اتنا ہی اجر

ملے گا جتنا اس افطار کرنے والے روزہ دار کو ملے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے ہر شخص کہاں اتنی وسعت رکھتا ہے کہ روزہ دار کی افطاری کا سامان مہیا کرے، آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جس نے کسی روزہ دار کو محض ایک چھوہارے یا ایک گھونٹ پانی یا دودھ سے افطار کرا دیا، اور جس نے کسی روزہ دار کو آسودہ کر دیا، اللہ اس کو میرے حوض سے ایسا گھونٹ پلائے گا جس سے وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا، اس عظیم مہینے کا پہلا عشرہ رحمت الٰہی سے معمور، اور دوسرا عشرہ گناہوں کی مغفرت، اور آخری حصہ جہنم سے آزادی کا ہے، جس نے اس مہینے میں اپنے ملازمین سے کام کم لیا، اللہ اس کو بخش دے گا، اور اسے جہنم سے آزاد کرے گا، (مشکوٰۃ) روزہ دار کا ہر لمحہ قیمتی اور اجر و ثواب سے معمور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح وعملہ مضاعف ودعاءہ مستجاب وذنبہ مغفور (کنز العمال) یعنی روزہ دار کی نیند عبادت، اس کی خاموشی تسبیح، اس کے عمل کا ثواب دوچند، اس کی دعا مقبول، اور گناہ معاف ہے، اسی لئے اور عبادات کا ثواب تو متعین، لیکن روزے کا اجر بے حد حساب ہے

مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رح سے حدیث قدسی کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ (یعنی انسان کے ہر عمل کی جزا اس کے عمل کے مطابق ملے گی، لیکن روزے کا اجر میرے ذمہ ہے، اور میں ہی اس کا اجر دوں گا،) کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا حساب لے گا، اور اس کے تمام مظالم کو

اس کے اعمال سے پورا کرے گا، یہاں تک کہ جب روزے کے علاوہ اس کا کوئی عمل باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بقیہ مظالم کو خود اپنے ذمہ لے کر محض روزے کے ثواب سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ترغیب ترہیب) روزے کے اجر و ثواب کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے ایک دروازے کا نام ریّان ہے جس سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، اور کسی دوسرے کو اس دروازے سے داخلے کی اجازت نہ ہوگی، جب تمام روزہ دار داخل ہوجائیں گے تو اس دروازے کو بند کردیا جائے گا، پھر اس سے کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہوسکے گا اور جو اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

بے نظیر عبادت ؎۔ حضرت ابو امامہ رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتائیے، جس کے سبب سے مجھے یقینی طور پر جنت نصیب ہو، آپ نے فرمایا علیک بالصوم فانہ لا مثل لہ، یعنی سختی کے ساتھ روزہ کے پابند ہوجاؤ، کیونکہ روزہ بے نظیر عبادت ہے بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو امامہ رضؓ نے حضورؐ سے تین مرتبہ یہی سوال کیا، اور آپؐ نے تینوں بار یہی جواب دیا، جس سے دیگر عبادات پر روزے کی فوقیت اور اس کے غیر معمولی اجر و ثواب کا پتہ چلتا ہے، حضرت ابو امامہ رضؓ نے حضورؐ کے اس ارشاد کو سن کر اتنی سختی سے روزہ رکھنا شروع کیا کہ اس کے بعد ان کے مکان میں دن کے وقت دھواں اٹھتے صرف اسی دن دیکھا جاتا جب ان کے یہاں کوئی مہمان آتا۔ (ترغیب ترہیب)

روزہ دار کی دعا۔ روزہ دار کی دعا خصوصیت کے ساتھ مقبول بارگاہ ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا روزہ دار افطار کے وقت جو دعا کرتا ہے، اسے رد نہیں کیا جاتا، یعنی وہ ضرور مقبول ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ خصوصیت کے ساتھ افطار کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ (مسند احمد) اے اللہ! تجھ سے تیری اس رحمت کا جو ہر شی کو محیط ہے، واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما،

نیز حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی، افطار کے وقت روزہ دار کی دعا، عادل امام کی دعا، اور مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو بدلیوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور رب العزت ارشاد فرماتا ہے، میری عزت وجلال کی قسم، میں تمھاری مدد ضرور کرونگا، خواہ کچھ دن بعد ہی (ترمذی)

روزہ کی شفاعت: روزہ ایسا مقبول عمل ہے کہ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں روزہ دار کی شفاعت کرے گا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ اور قرآن قیامت کے دن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا پروردگار! اس شخص کو میں نے کھانے اور خواہشات سے روک رکھا تھا، اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما، قرآن کہے گا، پروردگارا میں نے اس شخص کو رات میں سونے سے روک رکھا تھا، پس اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چنانچہ دونوں کی سفارشیں بارگاہ الٰہی میں قبول کی جائیں گی، (مسند احمد)

روزہ دار کی خوشبو: روزے کے احکام وآداب میں یہ بات تفصیل سے احادیث میں موجود ہے کہ روزہ دار جھوٹ، غیبت، گالی، اور فحش گوئی سے اپنی زبان کی

نہ کرے، ورنہ روزے کا اجر ضائع ہو جائے گا، روزہ دار کو صبر و شکر، حلم و وقار، عفو و درگذر، ہمدردی و غم خواری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، اپنے اوقات کو تسبیح و تہلیل، ذکر و فکر، دعاء و مناجات، اور عبادت و تلاوت میں لگانا چاہیئے، تاکہ اس کے اخلاق و اعمال کی خوشبو تمام معاشرے کو معطر کر دے، اسی لحاظ سے روزے کو مشک سے تعبیر کیا گیا ہے، ترمذی کی ایک روایت میں فرمایا گیا ہے روزے کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو کسی مجمع میں بیٹھا ہو، اور اس کے ہاتھ میں مشک کی ڈبیا ہو، تو اس مجلس کا ہر فرد اس کی خوشبو سونگھنے کی خواہش کرے گا، اور روزہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (ترغیب ترہیب)

مستحکم قلعہ :- روزہ انسان کی خواہشات اور جذبات کو کنٹرول میں رکھتا ہے، شیطانی وسوسوں اور جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے خیالات کو دبا کر روزہ دار کو احکاماتِ الٰہی کا مطیع و منقاد بناتا ہے، اس طرح روزہ حدیث کے الفاظ میں ایمان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے، آج کی دنیا میں عریانی، اور فحاشی، ہوا اور پانی کی طرح عام اور ارزاں ہے، جس کی وجہ سے جذبات پر کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا ہے، روزہ اس کے لئے بہترین محافظ اور مصلح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص شادی کی توفیق رکھتا ہے اسے شادی کر لینا چاہیئے، کہ اس سے نگاہ پست اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے، لیکن جو شادی کی توفیق نہ رکھتا ہو، اسے روزہ رکھنا چاہیئے، کہ روزہ جذبات کو سرد رکھنے کا بہترین سامان ہے، (بخاری) نیز فرمایا روزہ ڈھال ہے، اور جہنم سے نجات کے لئے مضبوط قلعہ ہے،

آداب :- روزہ ایک روحانی عبادت ہے، اس کا اثر انسان کے اخلاق

اعمال، گفتار، وکردار پر پڑنا ضروری ہے، اس لئے روزہ دار کا فرض ہے کہ بحالت روزہ کوئی ایسا عمل نہ کرے، جس سے اس کا روزہ باطل اور اجر برباد ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، "روزہ تمھارے لئے برائیوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے، لہذا روزہ دار جہالت و بے حیائی کا ارتکاب نہ کرے، اگر کوئی جاہل اس سے جہالت اور بدگوئی سے پیش آئے تو اس کا جواب دینے کے بجائے یہ کہکر ہٹ جائے کہ میں روزے سے ہوں، یعنی میرا روزہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تمھاری جہالت کا جواب دوں،

جو لوگ روزہ کی حالت میں بدکلامی، جھوٹ، غیبت، اور فحش گوئی کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا روزہ بے سود و بے کار ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص بری بات بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو خدا کو ایسے روزہ دار کی بھوک و پیاس کی کچھ ضرورت نہیں (مسلم)

روزہ صرف حلق کا دربان نہیں کہ آدمی اصطلاحی اور رسمی طور پر کھانا پینا چھوڑ دے، بلکہ روزے میں اخلاص وللہیت کی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنے جذبات و خواہشات کا بھی روزہ رکھ لے، ورنہ یہ بڑی حماقت ہوگی کہ آدمی مہینہ بھر بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرکے روزہ رکھے، اور یہ ساری محنت بیکار و برباد ہو جائے، آج مسلمانوں کے روزوں کی جو حالت ہے اور جس طرح اس روحانی عبادت کی مٹی پلید کی جا رہی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آتا ہے کہ "کتنے روزہ دار ایسے ہیں جن کے روزے سے سوائے بھوک و پیاس کے کچھ حاصل نہیں"

نیت :۔ رمضان المبارک کے روزے کے لئے صبح صادق سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کی، اس کا روزہ نہیں (متفق علیہ) نفلی روزوں کے لئے پہلے سے نیت ضروری نہیں، صبح صادق کے بعد بھی نیت کر لینی کافی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا تب میں روزے کی نیت کر لیتا ہوں پھر دوسرے دن تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا حضور ہمارے پاس حیس (کھانے کا نام) تحفۃً آیا ہے، آپ نے فرمایا لاؤ، اگرچہ میں صبح سے روزہ رکھے ہوئے تھا، پھر آپ نے اسے کھایا۔ (مسلم ابوداؤد) معلوم ہوا کہ نفلی روزہ کے لئے پہلے سے نیت شرط نہیں، نیت صرف دل میں کر لینی کافی ہے، زبان سے بآواز نیت کے الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے

سحری :۔ سحری کھانا سنت ہے، اس لئے ضرور کھانا چاہئے، اکثر لوگ نیند کے غلبے یا جاڑوں کی راتوں میں گرم بستروں سے اٹھ کر سحری کھانے میں سستی محسوس کرتے ہیں، ایسا کرنا سخت معیوب ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، ہمارے اور یہود ونصاریٰ کے روزوں میں فرق وامتیاز صرف سحری کھانے ہی سے ہے۔ (مسلم، ابوداؤد) سحری کھانے سے آدمی کی صحت برقرار اور روزہ میں قوت حاصل ہوتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھنے کے لئے سحری کے ذریعہ قوت حاصل کرو، اور دن کو قیلولہ کے ذریعہ تہجد کی نماز کے لئے قوت حاصل کرو (ابن ماجہ) نیز آپؐ نے فرمایا، سحری میں برکت ہے اسے ہرگز مت

چھوڑو، خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لو، کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود و رحمت بھیجتے ہیں، (مسند احمد)

سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا رشد و خیر کی علامت ہے،

حضرت ابوذر رضؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے لوگ اس وقت تک بھلائی پر قائم رہیں گے، جبتک وہ سحری میں تاخیر اور افطار میں عجلت کرتے رہیں گے، (مسند احمد) سحری میں تاخیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل آخر وقت میں کھائی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سحری کھانے اور نماز فجر شروع ہونے میں صرف اتنا وقفہ ہوا کرتا تھا جتنے میں قرآن مجید کی پچاس آیات پڑھی جاسکیں، (بخاری و مسلم) ظاہر ہے پچاس آیتیں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں پڑھی جاسکتی ہیں، اس سے سحری کا صحیح وقت معلوم کیا جاسکتا ہے،

افطار کرنا۔ آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کر لینا چاہیے، افطار کا یقینی وقت معلوم ہو جانے کے بعد بھی خواہ مخواہ تاخیر و انتظار سخت مکروہ ہے، وہ لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں جو افطار میں اول وقت کی پابندی کرتے ہیں، افطاری جہانتک مختصر اور سادہ ہو بہتر ہے، افطار کے وقت ہی بھر پیٹ کھا پی لینا مناسب نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند کھجوروں سے افطار کر لیا کرتے تھے، اگر کھجوریں وقت پر نہ رہیں تو چھوہاروں پر ہی اکتفا فرماتے، اگر چھوہارے بھی نہ ہوتے تو ایک گھونٹ پانی سے افطار کر لیتے، یعنی افطاری کے لئے کوئی خاص اہتمام کرنا آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں، آج کل تو روزوں کی بہار افطاری ہی سے قائم ہے، مساجد میں جس طرح انواع و اقسام کی افطاری کا اہتمام بلیغ کیا جاتا ہے، یہ سب فضول اور روزے کی شانِ تقویٰ کے خلاف ہیں،

روزے کی حکمت یہ ہے کہ انسان بھوک و پیاس کی شدت اور نفس کی حریصانہ خواہشات کو دبائے، لیکن آج کل کی مرتجہ افطاری سے تو جذبات اور ابھر جاتے ہیں اور روزہ دار سحری اور افطاری ہی کے چکر میں پھنس کر اس ماہ مبارک کو گذار دیتا ہے۔

روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد) اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، اور تیرے ہی عطا کردہ رزق پر افطار کیا، افطار کے بعد یہ دعا پڑھی جائے، ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ،

(ابوداؤد) پیاس بجھ گئی، رگیں تر و تازہ ہو گئیں، اور انشاء اللہ اجر بھی ثابت ہوگا۔

متفرق مسائل:- اگر بلا ارادہ قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ قصداً قے کی جائے تو روزہ باطل ہو جاتا ہے، (متفق علیہ) روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا، مسواک کرنا، سر اور بدن پر تیل کی مالش کرنا، بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے، بیوی سے بے تکلفی اور ہنسی مذاق بحالت روزہ اگرچہ جائز ہے لیکن احتیاط مناسب ہے، بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، گرمی کی شدت کی بنا پر سر پر پانی ڈالنا یا بھیگے کپڑے سے سر تر رکھنا جائز ہے، اگر روزہ دار صبح کے وقت جنابت کی حالت میں اٹھے، خواہ جنابت احتلام کی وجہ سے ہو یا جماع کی وجہ سے تو روزہ مکروہ یا فاسد نہیں ہوتا، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بحالتِ جنابت صبح کرتے اور روزہ رکھتے (بخاری) اگر رمضان میں روزہ کی حالت میں کوئی شخص بیوی سے جماع کرلے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ آدمی مسلسل دو مہینے کے روزے رکھے، یا ساٹھ مسکین آدمیوں کو کھانا کھلائے، یا ایک غلام آزاد کرے، (بخاری)

حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو بچے کی صحت خراب ہونے کا خوف ہو

تو روزہ توڑ دے، اور اس کی قضا بعد کو کرے، یہی حکم مسافر اور مریض کا بھی ہے اللہ کا حکم ہے فمن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ فوت شدہ روزوں کی تعداد بعد کو پوری کرلے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے مسافر سے نصف نماز اٹھالی ہے (یعنی اس کو قصر کی اجازت دی ہے) اور مسافر اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ اٹھالیا ہے، (یعنی ان کو بعد رمضان قضا کی اجازت دی ہے (ابو داؤد) بالکل بوڑھا مرد، اور بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلادیا کریں۔ (بخاری) فوت شدہ روزوں کی قضا مسلسل کرنی ضروری نہیں، اپنی سہولت و طاقت کے ساتھ تھوڑے تھوڑے روزے باری باری کرکے رکھے جاسکتے ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے روزوں کی قضا آدمی اگر چاہے تو مسلسل کرے، اور اگر چاہے تو باری باری، (دارقطنی)

تراویح :- رمضان کے علاوہ دوسرے مہینے میں بعد عشاء جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے تہجد کہا جاتا ہے، اور رمضان میں بعد نماز عشاء جو نفلی نماز پڑھی جاتی ہے، اسے تراویح کہا جاتا ہے، تہجد اور تراویح دونوں ایک ہیں، رمضان اور غیر رمضان کے فرق کی وجہ سے نام دو ہیں، تراویح کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا (تراویح پڑھی) اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں، (بخاری) تہجد اور تراویح کا اصل وقت تو آخر رات ہے، لیکن عام مسلمانوں کی سہولت کے پیش نظر عشاء کی نماز کے فوراً بعد بھی اس کا پڑھنا جائز اور کار ثواب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس رمضان المبارک کی تین راتوں (تیئیس ۲۳، پچیس ۲۵، ستائیس ۲۷) میں صحابۂ کرام کو تراویح کی نماز پڑھائی ہے، لیکن چوتھے دن جب ہجوم زیادہ ہوا، اور لوگوں میں ذوق وشوق اتنا بڑھ گیا کہ مسجد نبوی میں جگہ نہ رہی تو آپ حجرۂ مبارکہ سے باہر ہی تشریف نہ لائے، اور فجر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ نے فرمایا مجھے تراویح کی بابت آپ لوگوں کا یہ شوق دیکھ کر ڈر ہوا کہ کہیں یہ فرض نہ کردی جائے، جس کی ادائیگی آپ لوگوں پر گراں گذرے، (بخاری) بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ اس نماز کو اپنے گھروں ہی میں الگ الگ پڑھ لیا کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک صحابۂ کرام میں یہی معمول تھا کہ لوگ تراویح الگ الگ پڑھا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے پہلی بار تراویح کی جماعت کا اہتمام کیا، اور حضرت ابی بن کعبؓ کو تراویح کی جماعت کا پہلا امام مقرر کیا، اس وقت سے تراویح بعد نماز عشاء اول رات ہی میں پڑھی جانے لگی، مگر خود حضرت عمرؓ اسے آخر رات میں پڑھنا افضل سمجھتے تھے، فرماتے تھے، والتی ینامون عنها افضل من التی یقومون، یعنی جس وقت لوگ تراویح پڑھتے ہیں اس سے زیادہ افضل وہ وقت ہے جب لوگ سو جایا کرتے ہیں، یرید آخر اللیل والناس یقومون اولہ (بخاری) حضرت عمرؓ کا اشارہ آخری رات کی طرف تھا، جبکہ لوگ اول رات ہی میں پڑھ لیا کرتے تھے،

تراویح کی نماز میں بعض لوگ کھڑے کھڑے اونگھتے رہتے ہیں، انہیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ قاری عذاب وثواب اور رحمت وبشارت کی آیتوں کو پڑھ رہا ہے، ایسے بدنصیب اور غافل لوگوں کو ایسی مردہ نماز سے سوائے خواہ مخواہ کے قیام اور بیداری کے کچھ حاصل نہیں،

تراویح کی رکعات :۔ تراویح آٹھ رکعت پڑھنا مسنون ہے، حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا گیا کہ رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح کا معمول کیا تھا، آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہیں تھی، (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں صحابۂ کرام کو تراویح کی نماز آٹھ رکعت ہی پڑھائی تھی، حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعتٍ ثم اوتر (ابن خزیمہ وابن حبان) حضرت جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رمضان المبارک میں آٹھ رکعت تراویح پڑھائی، پھر وتر پڑھی، حضرت عمر رضؓ نے بھی جو تراویح کی جماعت کے بانی ہیں تراویح کے اولین امام حضرت ابی بن کعب رضؓ اور حضرت تمیم داری کو گیارہ رکعت (۸ رکعت تراویح ۳ رکعت وتر) پڑھانے کا حکم دیا تھا، روایت ملاحظہ ہو، عن السائب بن یزید رضؓ انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب، وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدیٰ عشرۃ رکعۃ (موطا امام مالک باب قیام رمضان)

سائب بن یزید رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھائیں، ان روایات سے آٹھ رکعت تراویح کی مسنونیت کا ثبوت ملتا ہے،

اعتکاف :۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں تادم حیات اعتکاف فرماتے رہے (متفق علیہ) ایک سال اعتکاف نہیں بیٹھ سکے تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف کر کے پچھلے سال کی قضا کر دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

ہے، جس نے رمضان کے ایک عشرے میں اعتکاف کیا اس کا اجر دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے (بیہقی) اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کا مقصد یہ ہے کہ آدمی دس دن کے لئے دنیاوی مشاغل و تفکرات سے یکسو ہو کر شب و روز ذکر و فکر اور عبادت کے لئے اپنے کو وقف کر دے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے معتکف مسجد سے باہر نہ جائے، اور فضول و لغو باتوں سے سختی کے ساتھ پرہیز کرے رمضان المبارک میں مصلیوں کے ہجوم اور انتظام سحر اور اس قسم کی دوسری باتوں کی بنا پر اکثر ہنگامے اور اختلاف و تکرار کی نوبت آیا کرتی ہے، معتکف کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے ہنگاموں میں حصہ نہ لے، آج اعتکاف کی سنت متروک ہوتی جا رہی ہے، جو مساجد اعتکاف سے خالی ہوں وہاں اللہ کا جو بندہ اس سنت کو زندہ رکھنے کی نیت سے معتکف ہو گا اسے احیاء سنت کی وجہ سے ایک شہید کا اجر ملے گا۔ اعتکاف گاہ میں رمضان المبارک کی اکیسویں صبح کو بعد نماز فجر داخل ہو جانا چاہیے، اور عید کا چاند دیکھ کر اعتکاف کو ختم کرنا چاہیے۔

شب قدر:- رمضان المبارک کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں یعنی ۲۱- ۲۳- ۲۵- ۲۷- ۲۹ میں سے کوئی ایک رات وہ مبارک رات ہے جس کی خیر و برکت اور اس میں قیام و عبادت کا اجر ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے۔ اسی رات صحیفۂ الٰہی قرآن مقدس آسمان دنیا پر نازل کیا گیا تھا، انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر، اس رات میں نماز پڑھنا، دعا، ومناجات توبہ و استغفار کرنا پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، پوری رات رحمت الٰہی کا فیض جاری رہتا ہے، اس رات دعا کرنے والوں کی دعاؤں پر ملائکہ رحمت آمین کہتے ہیں، چونکہ ہر سال اللہ کے علم و فیصلے کے مطابق عشرۂ اخیر کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات اس فضیلت سے مشرف

ہوتی ہے، جس کی تعیین تم کسی کو نہیں، اس لئے پانچوں میں یکساں عبادت
و قیام کرنا چاہئے، شب قدر میں اور دعاؤں کے ساتھ خاص طور پر یہ دعا پڑھنی
چاہئے، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

افسوس بہت سے مقامات پر اس رات میں بھی شب بیداری اور ذکر
و عبادت کا اہتمام نہیں ہوتا اور لوگ رمضان کی خیر و برکات سے غافل و محروم
رہتے ہیں، ایسے ہی بد نصیب لوگوں کے لئے حضرت جبرئیل نے بددعا فرمائی،
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بددعا پر آمین کہی تھی، کہ جس نے رمضان مبارک
پایا اور ذکر و عبادت اور صوم و صلوٰۃ کر کے اپنی مغفرت نہیں کرائی اے اللہ تعالیٰ
اپنی رحمت سے دور کر دے،

بعض مقامات میں صرف ستائیسویں شب میں لوگ قیام کرتے ہیں،
حالانکہ شب قدر ستائیسویں ہی میں محدود نہیں، اسی طرح انتیسویں شب کو بھی لوگ
بھول جاتے ہیں، جبکہ کوئی نہیں جانتا کہ کس سال کون سی رات اس فضیلت کے
لئے خاص کی گئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچوں راتوں میں اس رات
کی تلاش و بیداری کا حکم دیا ہے،

صدقۃ الفطر :- صدقہ فطر روزے کی زکوٰۃ ہے، اسے زکوٰۃ الفطر اور زکوٰۃ
رمضان بھی کہا جاتا ہے، یہ سنہ ۲ھ رمضان میں عید کے دو دن قبل فرض
ہوا، رمضان المبارک کے تیس روزوں کے درمیان غفلت سے غیبت، بے
حیائی، بد نظری وغیرہ مکروہ و ممنوع افعال کا ارتکاب ہو جاتا ہے، ان تمام
عیوب سے روزوں کو پاک و صاف کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صدقۃ الفطر کو فرض قرار دیا، قرآن پاک کی آیت قد افلح من تزکیٰ،
وذکر اسم ربہ فصلیٰ، صدقۃ الفطر کے بارے میں نازل ہوئی، صدقۃ الفطر

خاندان کے تمام افراد چھوٹے بڑے عورت، مرد، غریب، مالدار، غلام و آزاد سب پر یکساں فرض ہے، حتیٰ کہ عید الفطر کی صبح کو جو بچہ پیدا ہو، اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا چاہیئے، صدقۂ فطر لازمی طور پر عید کی نماز سے پہلے نکال دینا چاہیئے، چند دن پیشتر بھی ادا کر دیا جائز ہے، لیکن نماز عید کے بعد اگر نکالا گیا تو اس کی حیثیت فطرہ کی نہیں، عام نفلی صدقہ کی ہوگی، یعنی صدقۂ فطر ادا ہی نہیں ہوا،

صدقۃ الفطر غربا، و مساکین کا حق ہے، تاکہ وہ اور ان کے بچے بھی دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں، اور کم از کم عید کے دن اپنے رزق سے مطمئن ہو جائیں، اور اس مسرت و خوشی کے دن سوال کی ذلت سے نجات پا جائیں، غربا، اور مساکین سے مراد قرب و جوار اور محلے و جماعت کے وہ غریب اور مسکین لوگ ہیں جو اپنی روزی خود کمانے کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتے، اور آپ ان کی ناداری اور معذوری کو جانتے ہیں، صدقۃ الفطر سے ان کی امداد کر کے ان کو بھی عید کی خوشی میں شریک کرنا چاہیئے، پیشہ ور فقیروں اور در در بھیک مانگنے والے صحت مند سائلوں کو ہرگز نہیں دینا چاہیئے، کچھ لوگ عید گاہ پہونچ کر وہاں فقیروں کے ہجوم میں صدقۃ الفطر کی رقم تقسیم کر دیتے ہیں، حالانکہ اس قسم کے سڑکی فقیروں کا حال بڑا ہی گھناؤنا ہے، ان کے ہاتھ میں پیسے دینا برائی کو رواج دینے کے برابر ہے،

صدقۃ الفطر گیہوں، جو، چھوہارا، کھجور، کشمش، پنیر، وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی جو اس شہر کی عام غذا ہو، پورا ایک صاع حجازی ادا کرنا چاہیئے، حجازی صاع کا وزن انگریزی سیر سے پونے تین سیر کے قریب ہے،

عید الفطر:۔ عید الفطر مسلمانوں کا عظیم الشان ملی تہوار ہے، اس سے مسلمانوں کی قومی سطوت و شوکت کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے حکم ہے کہ مسلمان اس دن بقدر استطاعت لباس فاخرہ استعمال کریں، عید کی صبح کو غسل کرنا، خوشبو ملنا، سرمہ لگانا، اور زیب و زینت کا اظہار کرنا مسنون ہے، اگر بارش اور دشمن کا خوف نہ ہو تو عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنی چاہئے عیدگاہ کی طرف جاتے وقت راستے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔ بلند آواز سے پڑھتے رہنا چاہئے، واپسی میں راستہ بدل کر اور تکبیر پڑھتے ہوئے آنا چاہئے مصلّٰی میں بھی نماز شروع ہونے تک تکبیر پڑھتے رہنا چاہئے، عید کی نماز سے پہلے نہ بعد میں عیدگاہ کے اندر کوئی سنت یا نفل نہیں پڑھنی چاہئے، اذان اور اقامت کی ضرورت بھی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر تکبیر و اذان کے عید کی نماز پڑھایا کرتے تھے،

عورتوں کو عیدگاہ لے جانا مسنون ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کی ترغیب و تاکید فرمایا کرتے تھے، حضرت ام عطیہ رض فرماتی ہیں کہ ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم عید کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو عیدگاہ لے چلیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ بیٹھیں، ایک عورت نے عرض کیا، ہم میں سے ایک عورت ایسی بھی ہے جس کے پاس چادر نہیں، آپ نے فرمایا، اس کے ساتھ والی عورت اپنی چادر اس کو اڑھا دے، (متفق علیہ) اس حدیث سے عورتوں کے عیدگاہ جانے کی کتنی تاکید اور شدت کا پتہ چلتا ہے، آنحضرت صلعم نے ان عورتوں کو بھی عید کی جماعت میں شرکت کا حکم دیا جو اپنی فطری مجبوری یعنی ماہواری کی بناپر

روزہ و نماز سے الگ ہیں، جن عورتوں کے پاس برقعے یا چادر نہیں ہو وہ عاریۃً مانگ کر جماعت میں شریک ہوں، جب حائضہ اور بے چادر والی عورتوں تک کو حضور نے عیدگاہ جانے کی تاکید فرمائی، تو آج جو عورتیں بلا عذر عیدین کی نماز میں شرکت نہیں کرتی ہیں ان کے بارے میں کیا کہا جائے، اکثر لوگ عیدگاہ میں عورتوں کے جانے پر اعتراض کرتے ہیں، اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ بڑا نازک آگیا ہے، عورتوں کے عیدگاہ آنے جانے سے فتنے کا خوف ہے، ذرا غور فرمائیے یہ بات حقیقت سے کتنی بعید ہے، آج عورتیں مزارات پر، قبرستانوں میں، بازاروں اور سینماؤں میں تو خوب آزادی سے گھوم رہی ہیں، عید کی تفریح میں بھی عورتوں کا ہجوم ہوتا ہے، ان ممنوع و مکروہ مقامات پر عورتیں جائیں تو کوئی فتنہ نہ پیدا ہو، لیکن اگر وہ عید کی نماز میں جہاں پردے کا معقول انتظام ہو، اور سرپرست اور پڑوس کی عورتیں کافی تعداد میں موجود ہوتی ہیں، جائیں تو فتنے کے دروازے کھل جائیں، اور عزت و ناموس کو خطرہ لاحق ہو جائے، افسوس وصد افسوس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں عام مردوں ہی کی طرح مصلیٰ میں جمع ہوتی تھیں، چنانچہ عہد نبوی کی عید کی بابت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں شریک رہے ہیں؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا، بیشک میں حاضر رہا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے عید کی نماز کے لئے تشریف لے چلے، اور سب سے پہلے نماز پڑھائی، پھر عید کا خطبہ ارشاد فرمایا، نماز سے پہلے نہ اذان کے لئے کہا نہ اقامت کے لئے، یعنی بغیر اذان و اقامت نماز پڑھائی، پھر آپ عورتوں کے مجمع کے پاس تشریف لائے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی، اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، میں نے دیکھا کہ عورتوں کے ہاتھ کانوں اور بالیوں پر ہیں جنھیں وہ نکال

تو بلال کر حضرت بلال رض کی طرف پھینک رہی ہیں، اس کے بعد حضور حضرت بلال رض کے ساتھ مکان تشریف لے گئے، اس حدیث سے بھی عورتوں کے عیدگاہ جانے اور اس عظیم الشان اجتماع میں شریک ہونے کا ثبوت ملتا ہے

عید کی نماز کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے کھجور یا کوئی دوسری میٹھی چیز کھا کر نکلنا چاہئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طاق کھجوریں، تین، پانچ، یا سات عدد کھا کر عید کے لئے نکلا کرتے تھے، نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیریں اور دوسری میں پانچ ہیں۔ عید کی رات میں عبادت کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے، احادیث میں اس رات کو انعام کی رات کہا گیا ہے، حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی رات ذکر الٰہی اور عبادت میں جاگ کر گذارے گا اللہ اس کا دل اس دن زندہ رکھے گا، جس دن خوف و دہشت سے دوسروں کے دل مردہ ہو چکے ہونگے، (یعنی قیامت کے دن) ترغیب و ترہیب،

حضرت انس رض سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر میں، جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ اور ہر اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں، اور جب مسلمانوں کی عید کا دن ہوتا ہے تو رب العزت اپنے فرشتوں سے فخر کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے، میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کا حق کیا ہے جو اپنا کام پورا کردے، فرشتے عرض کرتے ہیں، یہ پروردگار! اس کا بدلہ یہ ہے کہ اسے اس کے کام کی پوری پوری مزدوری دی جائے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے میرے بندوں اور بندیوں نے میرے فریضہ (یعنی روزہ) کو پورا کردیا، پھر آج وہ میدان میں آکر جمع ہوئے ہیں، اور با آواز بلند تجھ سے دعا و فریاد کر رہے ہیں، میری عزت و جلال اور علو مرتبت کی قسم، میں ضرور ان کی دعاؤں کو

قبول کروں گا، پھر ارشاد خداوندی ہوتا ہے میرے بندو! اپنے گھروں کو واپس جاؤ، میں نے تمہارے گناہوں کو بخش دیا، پس تمام لوگ بخشے بخشائے اپنے گھروں کو واپس ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

شوال کے چھ روزے :- عیدالفطر کے بعد شوال کے چھ روزے مسلسل رکھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابو ایوب رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو صیام الدہر کا ثواب ملے گا۔ (مسلم ابو داؤد) بعض روایتوں میں اس کا ثواب ایک سال کامل روزے کے ثواب کے برابر ہے (ابن ماجہ)

طبرانی میں عبداللہ بن عمر رضہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رمضان مبارک کا روزہ رکھا، اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی پورے کر لئے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جائے گا جیسا اپنی پیدائش کے دن تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو روزے کا پابند اور اس کی برکتوں سے مالا مال فرمائے، آمین

خادم ملت

مختار احمد ندوی

۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

رعایتی اعلان

رمضان المبارک کے مقدس مہینے تک کے لئے تبلیغی کمیٹی اپنی قیمتی کتابوں پر حسب ذیل مخصوص رعایت کا اعلان کرتی ہے،

صلوٰۃ الرسول:۔ اردو زبان میں نماز کے مسائل و فضائل کا عدیم النظیر بیش بہا خزانہ، رعایتی قیمت تین روپئے پچاس نئے پیسے،

مقدس مجموعہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین سو سے زائد پاکیزہ دعاؤں کا مجموعہ، رعایتی قیمت پچھتر نئے پیسے،

محمد رشی:۔ اردو، ہندی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا لاجواب رسالہ، رعایتی قیمت بیس نئے پیسے،

کلام مجید ثنائی ترجمہ ہدیہ اٹھارہ روپئے

نیز دیگر ہر قسم کی مذہبی، ملی و تبلیغی کتابیں پتہ ذیل سے حاصل کریں،

رشید احمد، سکریٹری تبلیغی کمیٹی بھائیکلہ اہلحدیث جماعت

مومن پورہ، بمبئی ۱۱